www.KitaboSunnat.com

دارالافتاء

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی

آٹھ رکعات تراویح پر زیادہ نوافل کا حکم؟

جناب عتیق الرحمان، ۹۔ چیمبرلین روڈ۔ لاہور سے لکھتے ہیں:

"ہماری مسجد اہل حدیث میں ہمارے واجب الاحترام امام صاحب اور دوسرے اہل حدیث بھائی، رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں گیارہ رکعت نماز تراویح کے علاوہ باجماعت نوافل ادا کرتے ہیں۔ کتاب وسنت کی روشنی میں درج ذیل امور پر روشنی ڈال کر عند اللہ ماجور ہوں:

۱۔ باجماعت نوافل ادا کیے جا سکتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ صورت مسئولہ میں گیارہ رکعت سے زاید باجماعت نوافل ادا کئے جا سکتے ہیں؟

۳۔ بعض اہلحدیث بھائی امام محترم کے ان نوافل پڑھانے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز فرض ادا نہیں کرتے، کیا ان کا یہ اقدام درست ہے؟

۴۔ اگر جماعت میں اختلاف اور فتنہ کا ڈر ہو تو امام محترم کو ان نوافل کو چھوڑ دینا چاہیئے یا نہیں؟

والسلام!"

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْوَهَّابِ،

اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ:

جہاں تک نفلی نماز کی باجماعت ادائیگی کا تعلق ہے، اس سلسلہ میں صحیح بخاری ومسلم وغیرہ کی روایات میں جواز کی صراحت موجود ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بایں الفاظ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبویب قائم کی ہے:

"بَابُ صَلٰوةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً ذَكَرَهُ اَنَسٌ وَعَائِشَةُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

یعنی "نفلی نماز با جماعت پڑھنے کا جواز، اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا ہے۔" (جلد اول ص ۱۵۸)

علاوہ ازیں قصہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ میں ہے آپ نے فرمایا:

"اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ لَكَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلٰى مَكَانٍ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ" (ص ۶۰ جلد اول)

یعنی "اے عتبان، تو کہاں پسند کرتا ہے کہ میں تیرے گھر میں تیرے لیے (تیری وجہ سے) نماز پڑھوں؟ عتبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے آپ کے لیے گھر میں ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا۔ پس آپ نے تکبیر کہی اور ہمیں اپنے پیچھے صف میں کھڑا کیا۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں!"

نمازِ تراویح بھی از قسم نوافل ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو چند راتیں جماعت کے ساتھ پڑھا ہے۔ اسی بناء پر امام ابنِ حجر رحمہ اللہ نے بلوغ المرام میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گیارہ رکعت والی روایت "صَلٰوةُ التَّطَوُّعِ" کے عنوان کے تحت نقل کی ہے! جبکہ امیر المؤمنین فی الحدیث، امام بخاری نے اسے "كِتَابُ التَّهَجُّدِ" میں ذکر کیا ہے اور بایں الفاظ باب منعقد کیا ہے:

"بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ"

(ص ۱۵۴ جلد اول)

واضح ہو کہ تراویح، تہجد، قیام اللیل، صلوٰۃ اللیل چاروں ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، انوارِ مصابیح ص ۹۰

اگرچہ ماہِ رمضان میں تراویح کی جماعت کا اہتمام خاص ہے، جو عام حالات سے استثنائی شکل ہے، تاہم مذکورہ بالا دلائل سے نوافل کی باجماعت مشروعیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ آپ نے اس کی جماعت کو صرف فرضیت کے ڈر سے ترک کیا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا تھا:

"اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُکْتَبَ عَلَیْکُمْ" (رواہ ابن حبان)

یعنی "مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ نماز تم لوگوں پر فرض نہ ہو جائے!"

آپ کے انتقال سے چونکہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور فرضیت کا متوقع خدشہ زائل ہو گیا، لہٰذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی مسنون کام کو نئے سرے سے دوبارہ شروع کر دیا۔ اس پر بدعت کا اطلاق صرف لغوی اعتبار سے ہے، اصطلاحی اعتبار سے نہیں!

پھر یہ بات بھی مسلّم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چند راتوں میں وتر کے علاوہ آٹھ رکعات پڑھائی تھیں۔ اسی بناء پر اہلِ علم کا کہنا ہے کہ مسنون رکعات صرف آٹھ ہیں۔

۲۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ اگر کوئی آٹھ سے زائد پڑھنا چاہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

تو اس سلسلہ میں اہلِ علم کے مشہور دو قول ہیں:

(ا) آٹھ سے زیادہ مطلقاً ناجائز

(ب) آٹھ رکعت سے زائد عام نوافل کی حیثیت میں جائز ہیں، کوئی حرج نہیں۔

جو لوگ مطلقاً آٹھ رکعات سے زائد کے ناجائز ہونے کے قائل ہیں، ان کا استدلال حضرت عائشہ رض کے ان الفاظ سے ہے:

"مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً"

کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہے رمضان کا مہینہ ہو یا غیر رمضان، گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے"

لیکن یہ حصر غیر دائمی ہے، اس لیے کہ حضرت عائشہ رض ہی کی دوسری روایت میں تیرہ رکعتوں کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ مزید آنکہ کبھی آپ چار چار رکعتیں، ایک سلام سے پڑھتے جیسے اس حدیث سے ظاہر ہے۔ اور کبھی دو دو رکعتوں پر سلام پھیرتے۔ کئی ایک اہلِ علم کے نزدیک یہ دوسری صورت افضل ہے اور پہلی صورت جائز! اسی طرح کبھی وتر کی تین رکعتیں ایک ہی سلام سے پڑھتے اور کبھی دو سلام سے[1]

[1] حضرۃ الاستاذ محدث روپڑی رحمہ اللہ اپنی کتاب "اہلحدیث" کے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضؓ ہی سے منقول ہے:
"کَانَ یَجْتَھِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا یَجْتَھِدُ فِی غَیْرِھَا۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

امتیازی مسائل" کے ص۹۷-۹۸ پر رقمطراز ہیں:

"اب ان سب کے ملانے سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ آپؐ کی تراویح یا تہجد جو کچھ تھی یہی تھی۔ کیونکہ عشاء سے فجر تک ساری نماز رمضان غیر رمضان کی یہی ہے۔ یہاں تک کہ بعض روایتوں میں فجر کی سنتیں بھی شامل کر لی ہیں۔ اگر محض تہجد بتلانی مقصود ہوتی تو فجر کی سنتوں کی ضرورت نہ تھی، ہاں شاذ و نادر آپؐ نے فجر کی سنتوں کے بغیر بھی تیرہ ۱۳ پڑھی ہیں اور آخیر عمر میں آپؐ نے کمزوری کی وجہ سے گیارہ سے بھی کم کر دی تھیں۔ مگر اکثری حالت رمضان، غیر رمضان میں گیارہ کی تھی۔ اس لیے گیارہ ہی پر اکتفاء کیا۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ "مجھے معلوم نہیں، آپؐ نے کسی رات صبح تک قیام کیا ہو" اور حضرت ابوذر رضؓ سے روایت ہے کہ "آپؐ نے ایک مرتبہ ایک ہی آیت میں صبح کر دی"۔ چنانچہ یہ دونوں روایتیں مشکوٰۃ میں موجود ہیں، اور بعض ایسی اور بھی ہیں۔ تو ان میں بھی موافقت کی یہی صورت ہے کہ شاذ و نادر ہی آپؐ صبح تک جاگے ہیں۔ ورنہ اکثری حالت آپؐ کی یہی تھی کہ کچھ سوتے اور کچھ جاگتے۔ اس قسم کے واقعات کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سارا شعبان روزے رکھتے تھے اور دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضؓ ہی سے آیا ہے کہ رمضان کے سوا کسی ماہ کے سارے روزے آپؐ نے نہیں رکھے۔ تو علماء نے ان دونوں حدیثوں میں موافقت (یوں) کی ہے کہ شعبان کے چونکہ بہت تھوڑے دن (آپؐ) افطار کرتے تھے، اس لیے پہلی روایت میں مبالغہ کے لیے کہہ دیا کہ سارا شعبان روزے رکھتے تھے۔ ورنہ درحقیقت رمضان کے سوا کسی مہینہ کے سارے روزے آپؐ نے نہیں رکھے۔ ملاحظہ ہو، ترمذی ص۱۳۰ بَابُ مَا جَاءَ فِیْ وِصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ۔"

پھر استاذی المکرم نے صفحہ ۱۰۴ پر لکھا ہے:

"پس ثابت ہوا کہ اصل تراویح آٹھ ہی ہیں۔ ہاں اگر کوئی نوافل زیادہ پڑھنا چاہے تو اس پر کوئی انکار نہیں، بلکہ خیر قرون میں بیس سے زیادہ پڑھی گئی ہیں۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ نے فرمایا تھا:

"اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یُّکْتَبَ عَلَیْکُمْ" (رواہ ابن حبان)

یعنی "مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ نماز تم لوگوں پر فرض نہ ہو جائے!"

آپؐ کے انتقال سے چونکہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور فرضیت کا متوقع خدشہ زائل ہو گیا، لہٰذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی مسنون کام کو نئے سرے سے دوبارہ شروع کر دیا۔ اس پر بدعت کا اطلاق صرف لغوی اعتبار سے ہے، اصطلاحی اعتبار سے نہیں!

پھر یہ بات بھی مسلّم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چند راتوں میں وتر کے علاوہ آٹھ رکعات پڑھائی تھیں۔ اسی بناء پر اہل علم کا کہنا ہے کہ مسنون رکعات صرف آٹھ ہیں۔

۲۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ اگر کوئی آٹھ سے زائد پڑھنا چاہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

تو اس سلسلہ میں اہل علم کے مشہور دو قول ہیں:

(ا) آٹھ سے زیادہ مطلقاً ناجائز

(ب) آٹھ رکعت سے زائد عام نوافل کی حیثیت میں جائز ہیں، کوئی حرج نہیں۔

جو لوگ مطلقاً آٹھ رکعات سے زائد کے ناجائز ہونے کے قائل ہیں، ان کا استدلال حضرت عائشہ رضؓ کے ان الفاظ سے ہے:

"مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً"

کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چاہے رمضان کا مہینہ ہو یا غیر رمضان، گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔"

لیکن یہ حصر غیر دائمی ہے، اس لیے کہ حضرت عائشہؓ ہی کی دوسری روایت میں تیرہ رکعتوں کا تذکرہ بھی موجود ہے۔ مزید آنکہ کبھی آپؐ چار چار رکعتیں، ایک سلام سے پڑھتے، جیسے اس حدیث سے ظاہر ہے۔ اور کبھی دو دو رکعتوں پر سلام پھیرتے۔ کئی ایک اہل علم کے نزدیک یہ دوسری صورت افضل ہے اور پہلی صورت جائز![1]

اسی طرح کبھی وتر کی تین رکعتیں ایک ہی سلام سے پڑھتے اور کبھی دو سلام سے[1]

[1] حضرۃ الاستاذ محدث روپڑی رحمہ اللہ اپنی کتاب "اہلحدیث کے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضؓ ہی سے منقول ہے :

"کَانَ یَجْتَھِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا یَجْتَھِدُ فِي غَیْرِھَا"

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

امتیازی مسائل" کے صفحہ ۹۷-۹۸ پر رقمطراز ہیں :

"اب ان سب کے ملانے سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ آپؐ کی تراویح یا تہجد جو کچھ تھی یہی تھی۔ کیونکہ عشاء سے فجر تک ساری نماز رمضان غیر رمضان کی یہی ہے ۔یہاں تک کہ بعض روایتوں میں فجر کی سنتیں بھی شامل کر لی ہیں۔ اگر محض تہجد بتلانی مقصود ہوتی تو فجر کی سنتوں کی ضرورت نہ تھی، ہاں شاذونادر آپؐ نے فجر کی سنتوں کے بغیر بھی تیرہ ۱۳ پڑھی ہیں اور آخیر عمر میں آپؐ نے کمزوری کی وجہ سے گیارہ سے بھی کم کر دی تھیں ۔ مگر اکثری حالت رمضان، غیر رمضان میں گیارہ کی تھی۔ اس لیے گیارہ ہی پر اکتفاء کیا۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ "مجھے معلوم نہیں، آپؐ نے کسی رات صبح تک قیام کیا ہو؟" اور حضرت ابوذر رضؓ سے روایت ہے کہ "آپؐ نے ایک مرتبہ ایک ہی آیت میں صبح کر دی" چنانچہ یہ دونوں روایتیں مشکوٰۃ میں موجود ہیں، اور بعض ایسی اور بھی ہیں۔ تو ان میں بھی موافقت کی یہی صورت ہے کہ شاذونادر ہی آپؐ صبح تک جاگے ہیں۔ ورنہ اکثری حالت آپؐ کی یہی تھی کہ کچھ سوتے اور کچھ جاگتے۔ اس قسم کے واقعات کی مثال ایسی ہے جیسے حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سارا شعبان روزے رکھتے تھے اور دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضؓ ہی سے آیا ہے کہ رمضان کے سوا کسی ماہ کے سارے روزے آپؐ نے نہیں رکھے۔ تو علماء نے ان دونوں حدیثوں میں موافقت (یوں) کی ہے کہ شعبان کے چونکہ بہت تھوڑے دن (آپؐ) افطار کرتے تھے، اس لیے پہلی روایت میں مبالغہ کے لیے کہہ دیا کہ سارا شعبان روزے رکھتے تھے۔ ورنہ درحقیقت رمضان کے سوا کسی مہینہ کے سارے روزے آپؐ نے نہیں رکھے۔ ملاحظہ ہو، ترمذی ص ۱۳۰ بابُ مَاجَاءَ فِي وِصَالِ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ۔"

پھر استاذی المکرم نے صفحہ ۱۰۴ پر لکھا ہے :

"پس ثابت ہوا کہ اصل تراویح آٹھ ہی ہیں ۔ ہاں اگر کوئی نوافل زیادہ پڑھنا چاہے تو اس پر کوئی انکار نہیں، بلکہ خیر قرون میں بیس سے زیادہ پڑھی گئی ہیں"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ